

مولانا محمد سعید الرحمن علوی رحمہ اللہ

”اہل البیت“

”اہل البیت“ کا ترجمہ ہے۔ ”گھر والے“ یہ لفظ بنیادی طور پر رسول محترم، امام خاتم و نبی معصوم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ”ازواج مطہرات“ سے متعلق بولا جاتا ہے، جبکہ بعض دوسرے اعزہ خاص طور پر صاحبزادیوں پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ قرآن عزیز میں یہ لفظ دو مقام پر آیا ہے۔

سورہ ہود آیت ۷۳۔۔۔ یہ وہ مقام ہے، جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس بھیجا، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیدنا خلیلؑ کو ”بیٹے“ کی بشارت دی، سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔۔۔ بڑھاپے کی منزل میں تھے۔ ان کی اہلیہ کا بھی یہی حال تھا جیسا کہ ان کی اہلیہ کے حوالے سے قرآن عزیز کہتا ہے: ترجمہ: ”اُس نے (سیدنا خلیلؑ کی اہلیہ نے) کہا، مجھ پر تعجب؟ میں جنوں گی، حالانکہ میں بڑھیا ہوں اور یہ میرا خاوند بھی بڑھا ہے، یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔“ (ہود: ۷۳)

اُس کے جواب میں فرشتوں کی بات قرآن عزیز آیت ۷۴ میں نقل کرتا ہے: ”انہوں نے (فرشتوں نے) کہا، کیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے تعجب کرتی ہے؟ اے ”اہل البیت“ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں تم پر ہیں۔ وہ تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔“ یعنی اللہ رب العزت۔۔۔

سیدنا خلیل اللہ کا گھر اُنہ۔۔۔ ایسا تھا کہ ہنوز اس گھر میں اولاد نہ تھی۔ محض اہلیہ تھیں۔ اُن کے تعجب و استعجاب پر کہ بڑھاپے میں اولاد کیوں کر ہوگی۔؟ فرشتوں نے بطور خاص ”اہل البیت“ کہہ کر انہیں مخاطب کیا اور کہا کہ اولاد بخشا، اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ تو اس کی رحمت سے تعجب کیوں؟ گویا یہ آیت اس معاملہ میں بڑی واضح ہے کہ ”اہل البیت“ سے مراد بنیادی طور پر ”بیوی“ ہوتی ہے۔

دوسرا مقام، ”سورۃ الاحزاب“ کا ہے۔ آیت ۳۳۔۔۔ یہ آیت بطور خاص حضور اقدس محمد عربی صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے متعلق ہے صبر جمہ ملاحظہ فرمائیں: ”اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو، اور گزشتہ زمانہ جاہلیت کی طرح ہناؤ سنگھار نہ دکھائی پھرو، اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرو، اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے اس گھر والو! تم سے ناپاکی دور کرے اور تمہیں پاک کرے“

(ترجمہ مولانا احمد علی لاہوری)

اس آیت کریمہ میں بھی بہت صاف لفظوں میں نہیں مکرّم ﷺ کی ازواج مطہرات کو ”اہل البیت“ کے عنوان

سے یاد فرمایا گیا۔ اس کی مزید تشریح اس آیت سے قبل کی ۵ اور مابعد کی ایک آیت کریمہ کو ساتھ ملا کر پڑھنے سے خوب سامنے آ سکتی ہے۔

ایک مرحلہ پر رسول مکرم ﷺ سے ازواج مطہرات نے خرج کے معاملہ میں کسی قدر اضافہ کی درخواست کی۔ ظاہر ہے کہ اپنے عظیم خاندان سے ایسی درخواست نہ حرام تھی نہ مکروہ۔ لیکن نبی مکرم ﷺ کے گھرانہ سے اللہ تعالیٰ کو جو تعلق خاص تھا، اس کے لحاظ سے پیغمبر اسلام ﷺ کی ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے کہا گیا۔ مفہوم یہ ہے: ”دنیوی زندگی کی سہولت مقصود ہے تو وہ ممکن ہے لیکن اس گھر سے رخصت ہونا پڑے گا“ (آیت ۲۸) ”اور اگر انہی حالات پر قناعت ممکن ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی مقصود ہے تو سبحان اللہ۔ اجر ہی اجر ہے“ (آیت ۲۹) ”اس پانچویں گھر کی ملکہ ہونے کے ناطہ سے تم سے گناہ سرزد ہوا تو عذاب دوہرا اور ”رزق کریم“ بھی خوب ملے گا“ (آیت ۳۱)

پھر آیت ۳۲ میں یوں خطاب وار شاد ہے: ”اے نبی ﷺ کی بیویو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو تو دبی زبان سے بات نہ کہو کیوں کہ جس کے دل میں مرض ہے وہ طبع کرے گا (بلکہ تم) بات معقول کہو“ بعد ازاں آیت ۳۳ ہے جس کا ترجمہ پہلے گزر چکا اور اس سلسلہ کی آخری آیت ۳۴ ہے، جس میں ہے: ”اور تمہارے گھروں میں جو اللہ تعالیٰ کی آیتیں اور حکمت کی باتیں پڑھی جاتی ہیں انہیں یاد رکھو، بے شک اللہ تعالیٰ راز داں اور خبردار ہے“ (ترجمہ مولانا احمد علی لاہوری)

قرآن مجید۔ جو اللہ تعالیٰ کی کتاب آخری ہے۔ انسانوں کے لئے صحیفہ ہدایت۔ روگی دلوں کے لئے مسیحا اور نسخہ شفاء، اس پر سیدھے سادے طریقہ سے غور کرنے والا، ان آیات سے خوب سمجھ سکتا ہے کہ ”اہل البیت“ فی الحقیقت ازواج مطہرات ہی ہیں۔

ہمارے تفسیری ذخیرہ میں ”کشاف“ کا مقابل اہل نظر سے مخفی نہیں۔ کلاسیکل تفسیری کتاب ہے۔ صاحب کشاف فرماتے ہیں: وفی هذا دلیل بین علی أن نساء النبی ﷺ من اہل بیتہ ثم ذکر ہن ان بیوتہن مہابط الوحی..... الخ (کشاف: ج ۳ ص ۲۶۰، دار المعرفۃ، بیروت) یعنی اس آیت کریمہ میں دلیل ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی بیویاں ”اہل بیت“ ہیں، پھر انہیں یاد دلایا گیا کہ ان کے گھر وحی اترنے کی جگہ ہیں۔ اسی طرح القرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی معروف و معتبر تفسیر میں فرماتے ہیں: ”اہل علم کا اس میں اختلاف ہے کہ ”اہل بیت“ کون ہیں؟“ جناب عکرمہ، عطاء اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما و رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”وہ محض ازواج مطہرات ہیں، کوئی مرد اس میں شریک نہیں۔“ ان حضرات کا خیال ہے کہ ”بیوت“ سے مراد (اور یہ بالکل صحیح

خیال ہے) پیغمبر اسلام ﷺ کے گھر ہیں (ج ۱۳، ص ۱۸۲۔ ”احیاء التراث العربی“، بیروت)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے ”حبر امت“، ”ترجمان القرآن“ کی بات معمولی نہیں۔ یہ بات بے حد وقیع ہے اور بلاشبہ قرآن کا منشاء یہی ہے۔ باقی ایک فرقہ _____ بطور خاص کلبی، اس سے سیدنا علی، فاطمہ، حسن، حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہی مراد لیتے ہیں۔ (قرطبی، حوالہ بالا)

ظاہر ہے کہ یہ نقطہ نظر صریحاً غلط ہے۔ حجاً یہ حضرات شامل ہو سکتے ہیں، جس کی بنیاد ایک روایت ہے، جس کی نسبت روایت ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف ہے۔ اس روایت کو حضرت الامام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا، لیکن حضرت الامام نے اس کو ”حدیث غریب“ قرار دیا۔ اہل علم جانتے ہیں کہ فنی اعتبار سے اس روایت کا کیا درجہ ہے؟

وہ روایت یہ ہے _____ خلاصہ ملاحظہ فرمائیں: ”کہ سیدہ ام سلمہؓ کے بقول حضور اکرم ﷺ میرے گھر میں تھے، جب یہ آیت نازل ہوئی، آپؐ نے جناب علیؓ، حسنؓ اور حسینؓ کو بلا کر چادر کے نیچے جمع کر لیا اور فرمایا ”یہ میرے اہل بیت ہیں _____ اے اللہ! ان سے ناپاکی دور کر دے، انہیں پاک بنادے“ سیدہ کے بقول انہوں نے جب اپنے متعلق پوچھا _____ کہ ”میں اہل بیت میں شامل ہوں؟“ تو فرمایا: انت علیٰ مکانک و انت خیر ”تم تو ہو ہی _____ اور تمہارا کیا تم تو بہتری کے ساتھ متصف ہو“

یہ روایت جیسا کہ عرض کیا گیا _____ ضعیف ہے، اس سے زیادہ سے زیادہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر اقدس ﷺ نے اپنے چھوٹے داماد، چھوٹی صاحبزادی اور دونوں اسوں کو چادر میں لے کر انہیں اس لقب سے سرفراز فرمایا۔ ان کے لئے دعا فرمائی اور جناب ام سلمہؓ کے سوال پر فرمایا، تمہیں کیا غم؟ تم تو اہل ہو، اُن کے لئے میں دعا فریاد کر رہا ہوں۔

بعض حضرات مثلاً جناب زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ثعلبی کہتے ہیں کہ مراد نبی اعزہ ہیں، اس لئے اس میں پچا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دوسرے پچا اور ان کی اولاد شامل ہیں _____ اصل لفظ ہیں کہ: ”ہم بنو ہاشم _____ وہ بنو ہاشم ہیں“ (”قرطبی“ ص ۱۸۳، ج ۱۳ پر ساری بحث ہے) اس سے کتنا پھیلاؤ ہو گیا _____ اہل علم پر مخفی نہیں، اس لئے اصل بات ازواج مطہراتؓ والی ہی مناسب و صحیح ہے۔ صاحب قرطبی نے بعض حضرات کے اس سوال کا ذکر کیا کہ: ”اگر اس سے خاص ازواج مطہراتؓ مراد ہیں تو پھر ”جمع مذکر“ کی ضمیر کیوں ذکر کی گئی۔ ارشاد ہے، لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم _____ الخ کہ اس میں دو مرتبہ ”کم“ ضمیر آئی جو مردوں کیلئے ہے، عورتوں کیلئے نہیں۔ ازواج مطہراتؓ ہی مراد ہوتیں تو ”عنکن“ اور ”یطہرکن“ ہوتا۔ جو اہل ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے دوست سے پوچھے تمہارے اہل کیسے ہیں؟ تو جواباً یہ کہنا ”ہم بخیر“ عام عرب محاورہ ہے۔

دوسرے سورہ ہود کی آیت ۷۳ بھی قابل غور ہے کہ اس میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی متعین طور پر اہلیہ کیلئے ”حکم“ ضمیر لائی گئی۔ رحمۃ اللہ و برکاتہ علیکم اہل البیت (”قرطبی“ ج ۱۴، ص ۱۸۳) گویا یساعب محاورہ میں ہوتا ہے۔

ایک ہم عصر مفسر و خادم قرآن نے ”الاحزاب“ کی آیت کے حوالے سے لکھا: ”اہل البیت“ سے مراد وہ ہوں گے، جن کو ایک گھر جمع کرے اور گھر یہاں بی بی اور بچوں کو جمع کرتا ہے، پس ایک شخص کے اہل بیت بی بی اور بچے ہر داماد کی شمولیت کو دقت طلب قرار دیتے ہوئے، انہوں نے کہا کہ خسر اور داماد ایک گھر کے رہنے والے نہیں ہوتے۔ اگر کے بعد انہوں نے براہ راست قرآن حکیم کا مطالعہ پیش کرتے ہوئے لکھا: ”لیکن اگر ہم خود قرآن کریم پر غور کریں تو بات صاف ہو جاتی ہے، یہاں ساری ہدایات جو موجب تطہیر ہو سکتی ہیں، یعنی زینب دینی کا ترک کرنا، اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت، امر بالمعروف، گھروں میں ٹھہرنا، محاسن کی نمائش نہ کرنا، نماز کا قائم کرنا وغیرہ سب بیبیوں کیلئے ہیں، اور اس نکلنے سے پہلے بھی، انہی کا ذکر ہے اور بعد میں بھی انہی کا ___ لغت کی رو سے اہل بیت کا لفظ اول بی بی پر آئے گا، ثانیاً اولاد پر، قرآن کریم میں یہ لفظ خود انہی معنوں میں آیا ہے (انہوں نے بھی سورہ ہود کی آیت کا حوالہ دیا، جہاں اس لفظ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ ہیں) مذکر کی ضمیر کے اعتراض کو انہوں نے زبان و ادب کے لحاظ سے نہایت بودا قرار دیا۔ ترمذی کی روایت کا موصوف نے ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ایک روایت میں حضرت ام سلمہؓ کے سوال پر آپؐ نے فرمایا: ”تو بھلائی کی طرف ہے کیونکہ تنبیوں کی بیویوں میں سے ہے“ (بیان ص ۹۹-۱۰۹۸) گویا فرمایا کہ تم تو پہلے ہی اس کا مصداق ہو، اُن کیلئے دعا کی گئی۔

جب ہم اس موضوع پر زیادہ غور کرتے ہیں تو یہ سامنے آتا ہے کہ الاہل۔ اہل الرجل و اہل الدار۔ کسی شخص کے متعلق یا گھر والے (لسان بذیل مادہ) ”صاحب محیط“ کی رائے میں، عبرانی زبان میں ”اہل“ کے مادے سے ”اوہل“ (Ohel) کے معنی خیمہ کے ہیں۔ گویا وہ لوگ جو کسی کے ساتھ ایک ہی خیمے میں رہتے ہوں۔ (دائرۃ المعارف الاسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ص ۵۷۵، ج ۳) ”صاحب لسان“ کے بقول اہل بمعنی سرز اور مستحق بھی آتا ہے۔ نیز انہی کی رائے میں ”اہل البیت“ سے مراد ازواجہ و بناتہ و صہرہ ہیں، یعنی آپؐ کی بیویاں، صاحبزادیاں اور داماد! تاہم جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ داماد کی شمولیت کا معاملہ بہت کھینچا تانی کا ہے۔ ”صاحب محیط“ کی رائے ہے کہ اہل سے بالخصوص بیوی مراد ہے۔ (اور یہی اصل ہے)

پنجاب یونیورسٹی لاہور کے ایک قابل قدر علمی کارنامہ ”اردو دائرہ معارف اسلامیہ“ میں ”اہل البیت“ کے ضمن میں جو مقالہ ہے، اس کے بعض ضروری حصے لائق مطالعہ ہیں ___ انہیں ملاحظہ فرمائیں: علماء کے نزدیک ”اہل البیت“

سے مراد پیغمبر اسلام ﷺ کا گھر ہے، جس میں ازواجِ مطہرات سکونت پذیر تھیں۔ چنانچہ ”قرن فی بیوتکن“ میں ان حجروں اور مختصر کمروں کا ذکر ہے، جن میں آپ کی ازواجِ مطہرات رہتی تھیں۔ (ج ۳، ص ۵۷۶)

ابن ابی حاتم اور ابن عساکر، نے حضرت نکرمةؓ اور ابن مردویہ نے بحوالہ حضرت سعید بن جبیرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے نقل کیا: ”اہل البیت والی آیتِ احزاب ازواجِ مطہرات کے حق میں نازل ہوئی“ (تفسیر فتح القدیر ج ۲۰، ص ۲۷۰ مطبوعہ مصر)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں قرآن کریم کی سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۳ (اے مومنو! تم نبی ﷺ کے گھر ”بیوت النبی“ میں نہ داخل ہو) کے ضمن میں لکھا: نبی خاتم و امام موصوم ﷺ سیدتنا و خدیجتہ و عائشہ صدیقہ حمیرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں تشریف لے گئے تو فرمایا: السلام علیکم اهل البیت و رحمۃ اللہ جواب میں انہوں نے عرض کیا: وعلیک السلام و رحمۃ اللہ و بركاتہ۔

سیدنا علی، فاطمہ، حسن، حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جس طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چادر میں لے کر دعا کی۔ اسی طرح کی روایت سگے چچا سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بچوں کیلئے بھی ہے (اردو دائرہ معارف ج ۳ ص ۵۷۸) اور پہلے بھی یہ گزرا کہ بعض حضرات تمام تر بنو ہاشم کو شامل کرتے ہیں۔ جہاں تک شمولیت کا تعلق ہے۔ اس میں روایات کے حوالہ سے کئی ایک کو شامل کیا جاسکتا ہے۔ حضرت الخدیجہ و سیدنا سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ کے لئے آخر روایت ”مسلمان اهل بیت منا“ کے الفاظ موجود ہیں۔ لیکن بنیادی طور پر قرآن عزیز کو سامنے رکھا جائے اور ”الاحزاب“ کے رکوع ۴۔ جس کی آیت کے حوالہ سے بحث ہوئی، کے پورے مضمون پر غور کیا جائے تو ”قرآنی اهل البیت“ کا اولین اور بنیادی مصداق۔ حضور اکرم، محمد الامین ﷺ کی بیویاں ہی ہیں، جو کائنات انسانی کی خواتین کی سرخیل و سرگردہ ہیں۔ جنہیں ایک خاص پس منظر میں ”سورۃ النور“ کے تیسرے رکوع کے آخر میں ”الطہات“ کے پاکیزہ ترین لقب و خطاب سے یاد کیا گیا۔ جو بلاشبہ ان ہی عفت مآب خواتین کے سر پر بتا ہے۔ جنہیں قرآن عزیز نے ”امت مسلمہ“ کی مائیں قرار دیا (الاحزاب: ۶)

یہی سبب ہے کہ رواں صدی میں قرآن کریم کے عجیب و غریب الہامی اور وجدانی نکات فضا میں بکھیرنے والے صاحبِ درد و عالمِ میر شریعت السید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔ ان عفت مآب خواتین کو ”روحانی“ نہیں ”قرآنی مائیں“ قرار دیتے کہ روحانیت کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ قرآنی مائیں ہونے کا شرف انہیں ہی حاصل ہے۔

الغازی مشینری سٹور

بمہ قسم چائے ڈیزل انجن کے سپر پارٹس تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں۔

بلاک نمبر 9 کالج روڈ ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462501